عہد رسالت کی فلم بندی

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

گزشتہ دنوں عیدالفطر کے موقع پر وطنِ عزیز کے ایک نجی ٹی وی چینل پر ''دی مسیج'' نامی ایک فلم کی نمائش کی گئی جس میں عہد رسالت کے بعض واقعات کی فلم بندی کی گئی، یہ فلم سی ڈیز میں بھی کھلے عام فروخت ہو رہی ہے اور بہت سے نادان مسلمان اس کو ایک نیک عمل سمجھ کر دیکھ رہے ہیں، افسوس کہ نہ پاکستان کی اسلامی سیاسی اور سماجی تنظیموں اور جماعتوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا اور نہ ہی اہل قلم اور علماء وواعظین نے اس کے خلاف عوام کا شعور بیدار کیا، آج سے تقریباً تین دہائی قبل ایک ایسی ہی فلم کی نمائش کی گئی تھی، حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے اس وقت، اس موضوع پر لکھا تھا، ہم ان کا وہ مضمون آج شائع کر رہے ہیں، مضمون کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے مفتی صاحب نے دل کا درد بکھیرا ہے، آپ بھی پڑھیے، شاید یہ آپ کے احساسِ زیاں کے در پر دستک دے سکے! ——————— (مدیر)

اس شرمناک واقعہ پر کرب والم کا اظہار کن الفاظ اور کس اسلوب سے کیا جائے کہ کراچی جیسے شہر میں جہاں کم وبیش چالیس لاکھ (اب ڈیڑھ کروڑ) مسلمان آباد ہیں۔ ایک ایسی فلم کی نمائش ہو رہی ہے جس میں عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو فلمانے کی جسارت کی گئی ہے، مسلمانوں کے لیے اس سے زیادہ اور کیا ڈوب مرنے کا مقام ہوگا کہ سینما ہالوں میں دن رات انسانیت، شرافت اور شرم وحیا کا دامن تار تار کیا جاتا ہو۔ جہاں عریانی وفحاشی کا عفریت شب وروز ننگا ناچتا ہو، جہاں صبح وشام بہیمانہ حرص وہوس کے بھوت دندناتے ہوں، جہاں انسانیت سے غیرت وعصمت کے تمام لبادے نوچ کر اسے کتوں اور گدھوں کے ہم جنس بنا دیا گیا ہو، ان ہی سینما ہالوں اور انسانیت کی انہی قتل گاہوں میں عہد رسالت ؐ کے اس معاشرے کو ایک کھیل بنا کر پیش کیا جائے جس کے نام سے اس روئے زمین پر انسانیت وشرافت اور عفت واخلاق کی آبرو قائم ہے؟ مسلمانوں کے لیے اس سے بڑی بے غیرتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اخبارات کے جس صفحہ پر برہنگی، حیوانیت، ہوسناکی اور درندگی کا جہنم دہکا ہوا ہوتا ہے اسی صفحے پر عہد رسالت ؐ کے ان صحابہ ؓ وصحابیات ؓ کی فرضی تصویریں شائع ہوں جن کی پاک بازی کی تعریف میں الفاظ وبیان کے سانس ٹوٹ جاتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

ہم اب تک اپنے ملک کے باشندوں کو اتنا بے غیرت نہیں سمجھتے کہ وہ عہد رسالت کے ساتھ اس شرمناک جسارت کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر لیتے لیکن اس فلم کی نمائش کرنے والوں نے پروپیگنڈے کی خاص ٹیکنیک استعمال کر کے لوگوں کو اس طرح گمراہ کیا کہ وہ اس فلم کی قباحتیں نہ سمجھ سکے اور کم از کم اس کے بارے میں خاموش اور غیر جانب دار ہو گئے، اس فلم کے ہر اشتہار کے ساتھ یہ جھوٹا پروپیگنڈا کیا گیا کہ اس میں کسی مقدس ہستی کا سایہ تک نہیں پڑنے دیا گیا، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اس عہد رسالت ؐ کے افراد کی فرضی تصویریں دکھائی گئی ہیں جو ظاہر ہے کہ صحابہ کرام ؓ کے سوا اور کون ہو سکتے ہیں؟ سیرت طیبہ کا یہ واقعہ ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو مسلمان ہونے کی پاداش میں

تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر ان کے سینے پر پتھر کی سلیں رکھ دی جاتی تھیں، ہمیں معلوم ہوا کہ یہ واقعہ بھی اس فلم میں حضرت بلالؓ کی فرضی تصویر کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے بارے میں بچہ بچہ کو معلوم ہے کہ وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے ارادے سے نکلے تھے لیکن بعد میں خود حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ یہ واقعہ بھی اس فلم میں فرضی تصویروں کی مدد سے دکھایا گیا ہے، یہاں تک کہ بعض صحابہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے السلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر خطاب کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ یہ چند مثالیں تو وہ ہیں جو بعض ذرائع سے ہمارے علم میں آ گئیں ورنہ خدا جانے اس میں عہد رسالتؐ کے اور کن کن واقعات اور صحابہ کرامؓ میں سے کن کن شخصیتوں کو اسکرین پر دکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان سب باتوں کے باوجود یہ اعلان کہ ''اس فلم میں کسی مقدس ہستی کا سایہ تک نہیں پڑنے دیا گیا۔'' جھوٹا پروپیگنڈہ نہیں تو اور کیا ہے؟

اس فلم کے بارے میں ایک اور پروپیگنڈہ بڑے شدومد سے یہ کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ میں بڑی مدد ملی ہے اور ہزاروں غیر مسلم اسے دیکھ کر مسلمان ہو گئے ہیں۔ اول تو یہ بات بھی پہلی بات کی طرح بے بنیاد پروپیگنڈا ہے۔ ایک معمولی سمجھ کے انسان کے لیے بھی یہ باور کرنا مشکل ہے کہ ایسی فلم کو دیکھ کر ہزاروں انسان اسلام میں داخل ہو گئے ہوں، لیکن اگر بالفرض یہ تماشا دیکھ کر کچھ لوگوں کے دل واقعی اسلام کی طرف مائل ہوتے ہیں تو آخر یہ کیوں فرض کر لیا گیا کہ اسلام کی تبلیغ اور لوگوں کو متاثر کرنے کے لیے ہر طریقہ استعمال کرنا جائز ہے خواہ وہ اسلامی اصولوں کے کتنا خلاف ہو، اگر ''تبلیغ اسلام'' کی خاطر اس دلیل کو قبول کر لیا جائے تو کل کو یہی دلیل بہ نفس نفیس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ دکھانے کے لیے بھی پیش کی جا سکتی ہے۔

''تبلیغ اسلام'' کا اتنا ''درد'' رکھنے والے ان حضرات کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام نے اپنی تبلیغ کے لیے بھی کچھ خاص اصول مقرر فرمائے ہیں جو تبلیغ ان اصولوں کو توڑ کر کی جائے وہ اسلام کے ساتھ دوستی نہیں، دشمنی ہے۔ یہ کوئی عیسائیت یا کمیونزم نہیں ہے جو اپنے نظریات کے پرچار کے لیے ہر جائز و ناجائز طریق کار کو روا رکھتا ہے، جسے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنا ہم خیال بنانے کے لیے اپنے اکابر کی حرمت کا بھی پاس نہ ہو اور جو دنیا میں محض اپنے ہم نواؤں کی تعداد بڑھانے کے لیے اپنی عورتوں کی عصمت بھی داؤ پر لگانے کے لیے تیار ہوں۔

سوال یہ ہے کہ اگر کسی زمانے یا کسی خطے کے لوگ موسیقی کے ذریعہ اسلام کی طرف مائل ہو سکتے ہیں تو کیا ''تبلیغ اسلام'' کی خاطر طبلے سارنگی پر قرآن سنانے کی اجازت دے دی جائے گی؟ اگر کسی علاقے کے لوگوں کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ دیکھ کر مسلمان ہونا ممکن ہو تو کیا مسلمان (نعوذ باللہ) آپ کی فرضی تصویر شائع کرنے کو تیار ہو جائیں گے؟ اگر مسلمان عورتوں کے رقص و سرود سے متاثر ہو کر کچھ لوگ مسلمان ہونے پر آمادہ ہوں تو کیا ان کے پاس ''تبلیغ اسلام'' کے لیے رقاصاؤں کے طائفے بھیجے جائیں گے؟

یہ آخر کیا طرز فکر ہے کہ دنیا میں جس جس برائی کا چلن عام ہو جاتا ہے اسے نہ صرف جائز اور حلال کرتے جاؤ بلکہ

اسلام کی تبلیغ وترقی کے لیے اس کے استعمال کو بھی ناگزیر قرار دو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جس سیرت طیبہ کو فلما کر اسے تبلیغ اسلام کا نام دیا جارہا ہے۔ اس سیرت طیبہ کا سبق تو یہ ہے کہ حق کی تبلیغ واشاعت صرف حق طریقوں سے ہی کی جاسکتی ہے۔ اگر حق کی تبلیغ کے لیے اس میں کسی باطل کی آمیزش اسلام کو گوارا ہوتی تو عہد رسالتؐ کے مسلمانوں کو وہ اذیتیں برداشت نہ کرنی پڑتیں جن کے واقعات پر اس فلم کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ عہد رسالتؐ کے مسلمانوں کو سب سے بڑی تربیت تو یہ دی گئی تھی کہ وہ اپنے آپ کو زمانے کے ہر غلط بہاؤ کے آگے سپر ڈالنے کے بجائے زندگی کی آخری سانس تک اس سے لڑنے اور اسے صحیح سمت کی طرف موڑنے کی جدوجہد کریں اور اس راہ میں جو مشکلات پیش آئیں انہیں خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرنے کی عادت ڈالیں۔ اگر یہ بزرگ ایسا نہ کرتے اور زمانے کی ہر پھیلی ہوئی برائی کے آگے ہتھیار نہ ڈالتے جاتے تو آج دین کی کوئی قدر بھی اپنے اصلی شکل میں محفوظ نہ رہ سکتی۔

عہد رسالتؐ اور عہد صحابہؓ میں بھی دنیا کے لوگ کھیل تماشوں کے شیدائی تھے اور انہیں تبلیغ کرنے کے لیے بھی ایسے تماشے ایجاد کیے جاسکتے تھے جو ان کے دل لبھاسکیں، لیکن صحابہ کرامؓ نے ڈراموں اور ناٹکوں کے ذریعہ دنیا کو بے وقوف بنانے کے بجائے اپنے مثالی کردار اور حسن عمل سے ہی لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیا اور دنیا کی آخری حدود تک توحید کا پرچم لہرا کر چھوڑا۔ آج اگر ہم تبلیغ اسلام کی خاطر اپنا نفرت انگیز کردار وعمل چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور محض فلمیں بنا کر اور ڈرامے رچا کر اسلام کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں تو یہ ایک ایسا خیالِ خام ہے جس کا موجد شیطان کے سوا اور کوئی نہیں اس طرح جس ذہنیت کی تبلیغ کی جائے گی وہ اور خواہ کچھ ہو، اسلام نہیں ہوسکتی۔

ایک اور پروپیگنڈہ یہ بھی کیا جارہا ہے کہ عرب ممالک کے بعض علماء نے اس فلم کے جواز کا فتویٰ دے دیا ہے۔ ہمیں اس بات کی تحقیق نہیں ہوسکی کہ اس اعلان میں کہاں تک صداقت ہے جس طرح پہلے دو اعلانات غلط ہیں، بظاہر یہ بھی غلط معلوم ہوتا ہے کیوں کہ قرآن وسنت کی بصیرت رکھنے والے کسی عالم سے یہ توقع نہیں ہے کہ اس نے عہد رسالت کی اس بے حرمتی کو سند جواز دے دی ہوگی۔ یوں علماء نام کے ایسے افراد ہر ملک میں ہوتے ہیں جو علوم اسلامی میں بصیرت کے بغیر شرعی احکام میں دخل اندازی کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے افراد کے کسی ''فتوے'' کا شرعی اعتبار سے کیا وزن ہوسکتا ہے اور اگر بالفرض کسی صحیح عالم نے ایسا کہا ہی ہو تو اسلام میں کسی شخص کی ذاتی رائے حجت نہیں، قرآن وحدیث کے احکام حجت ہیں اس لیے کسی شخص کی انفرادی رائے کو اس فلم کی حمایت میں پیش کرنا بالکل غلط اور نا قابل قبول ہے۔

اس لیے ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس فلم کی نمائش کو جاری رکھ کر عہد رسالت کی بے حرمتی کا وبال اپنے سر نہ لے اور اسے فوراً بند کرنے کے احکام جاری کرے اگر ہم اسلام کی مثبت خدمت انجام نہیں دے سکتے تو کم از کم ایسے اقدامات سے تو ہمیں پرہیز کرنا چاہیے جن سے اکابر دین کی بے حرمتی ہوتی ہو اور جس سے دین کو ایک کھیل بنانے کا پہلو نکل سکتا ہو۔

اسی طرح ہم عوام سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر دلوں میں اسلام اور اکابر اسلام کی حرمت کا کوئی پاس ہے تو خدا

کے لیے اس فلم کی حوصلہ افزائی کے وبال میں شریک نہ ہوں۔ دوسری فلمیں دیکھ کر تو اللہ کے بندے اپنے دلوں میں ندامت اور احساس گناہ بھی محسوس کر لیتے ہیں۔ لیکن ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس فلم کو بعض لوگ عبادت، کارثواب اور باعث خیر و برکت سمجھ کر دیکھ رہے ہیں اور یہ کس قدر المناک بات ہے کہ جس پر افسوس کا جتنا اظہار کیا جائے کم ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس گناہ سے محفوظ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس اشتعال انگیز فلم کو رکوایئے: جب کراچی میں ''فجر اسلام'' نامی فلم کی نمائش کا اعلان ہوا تو ہم نے ان صفحات میں اس پر شدید احتجاج کیا تھا لیکن افسوس ہے کہ ہماری معروضات حکومت کے ایوانوں میں بے اثر ثابت ہوئیں اور ایک عرصہ تک اس فلم کی نمائش جاری رہی۔ ہمیں اس وقت بھی یہ اندیشہ تھا کہ قرون اولیٰ کے واقعات کو فلمانے کا یہ سلسلہ کسی حد پر رکنے والا نہیں ہے اور اگر اس وقت ''فجر اسلام'' نامی فلم کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر لیا گیا تو کل اس سے زیادہ سنگین اور اہانت آمیز فلمیں تیار ہو کر رہیں گی۔ ''فجر اسلام'' درحقیقت وہ پہلا پتھر تھا جو ایمان کے ڈاکوؤں نے مسلمانوں کی غیرت وحمیت کو ٹٹولنے کے لیے پھینکا تھا اور پتھر کو سہہ جانے کا لازمی مطلب یہ تھا کہ ان ڈاکوؤں کے حوصلے بڑھا کر انہیں مزید غارت گری پر شیر کیا جائے۔

چنانچہ ''فجر اسلام'' کے بعد اس اسلام دشمن سازش نے ایک قدم اور بڑھایا ہے اور اب براہ راست رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی وابی وامی) کے نام نامی پر ایک فلم بنائی جارہی ہے جو اب تکمیل کے مراحل میں پہنچ چکی ہے اور اندازہ ہے کہ اس سال کے آخر تک نمائش کے لیے تیار ہو جائے گی۔

اس فلم کی کہانی چار مصری ناول نگاروں توفیق الحکیم، محمد علی ماہر، عبدالحمید جودا اور عبدالرحمٰن شرقاوی نے لکھی ہے امریکہ میں مقیم ایک شامی کمیونسٹ مصطفیٰ العقاد اس کا ہدایت کار ہے اور برطانیہ، اٹلی، میکسیکو، ہنگری، یونان اور یورپ کے دوسرے بہت سے اداکار اس میں کام کر رہے ہیں۔ روس، اسرائیل اور بھارت اس کی تیاری میں بڑی دلچسپی لے رہے ہیں اور ایک اسرائیلی رقاصہ نے اس کے لیے اپنے رقص کی ''خدمات'' پیش کی ہیں۔ برطانیہ کی مس ڈالٹن نے اس فلم کے اداکاروں کے لیے ملبوسات تیار کیے ہیں۔ میکسیکو کا ایک فلم ایکٹر انتھونی کوئن اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس چچا اور سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کردار ادا کر رہا ہے اور جن صحابہ کرامؓ کے بارے میں اب تک یہ معلوم ہو سکا ہے کہ ان کا کردار فلم میں پیش کیا گیا ہے ان میں حضرت جعفر طیارؓ، حضرت ابوسفیانؓ اور حضرت ہندہؓ شامل ہیں۔ فإلى الله المشتكى وإنا لله وإنا إليه راجعون۔

معلوم ہوا کہ شروع میں تو مراکش، لیبیا، کویت اور بحرین نے مل کر اس فلم کی تیاری کے لیے مالی امداد فراہم کی تھی، لیکن جب مسلمانوں کی طرف سے اس پر شدید احتجاج ہوا تو لیبیا کے سوا باقی تمام حکومتوں نے اس کی مالی اعانت سے ہاتھ کھینچ لیے۔ مگر لیبیا کی حکومت بڑی تن دہی کے ساتھ نہ صرف مالی امداد کر رہی ہے بلکہ اس نے مراکش کے انکار کے بعد فلم کی شوٹنگ کے لیے طرابلس کا علاقہ بھی پیش کر دیا ہے جہاں یہ فلم تیزی کے ساتھ تکمیل کے مراحل طے کر رہی ہے۔

عالم اسلام کے تمام معروف دینی وعلمی حلقوں نے اس فلم کی تیاری پر شدید احتجاج کیا ہے۔ مصر کے شیخ الازہر، مجمع البحوث الاسلامیہ، مدینہ یونی ورسٹی کے وائس چانسلر شیخ عبدالعزیز ابن باز اور رابطۂ عالم اسلامی کے جنرل سیکریٹری شیخ صالح القزاز کے بیانات اس سلسلے میں شائع ہو چکے ہیں، پاکستان کے ممتاز اہل علم نے بھی اس پر سخت احتجاج کیا ہے اور یہاں کی وزارت مذہبی امور نے بھی اس معاملے میں دلچسپی لے کر اس سلسلے میں متعدد اقدامات کیے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ لیبیا کے حکمران کرنل القذافی صاحب کے کانوں پر ابھی تک جوں نہیں رینگی اور وہ بزعم خود اس ''کارخیر'' کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ کرنل قذافی صاحب کے متعدد کارناموں نے عالم اسلام میں بڑی مقبولیت حاصل کی ہے اور عام ملمانوں میں ان سے محبت ومودت کا ایک مخلصانہ تعلق پایا جاتا ہے لیکن ان کے اس اقدام سے پوری اسلامی دنیا میں ان کی شخصیت کو زبردست ٹھیس لگی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس معاملے میں سلامت فکر عطا فرمائے اور وہ اس کام سے باز آجائیں جس کے تصور ہی سے مسلمانوں کے کلیجے چھلنی ہو رہے ہیں۔

سنا گیا ہے کہ اس فلم کی طرف کرنل صاحب کی غیر معمولی توجہ کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس کو ''تبلیغ اسلام'' اور ''خدمت دین'' کا ایک ''ترقی یافتہ'' ذریعہ سمجھتے ہیں۔ بعض دوسرے لوگوں کے ذہن میں بھی کبھی کبھی اس قسم کے خیالات پیدا ہونے لگے ہیں کہ فلموں کو ''تبلیغ اسلام'' کے لیے استعمال کرنے میں کیا حرج ہے؟ لیکن ہم پہلے بھی ''فجر اسلام'' نامی فلم پر تبصرہ کرتے ہوئے اس حقیقت کو واضح کر چکے ہیں کہ یہ خیال شیطان کے بدترین دھوکے کی پیداوار ہے۔ اول تو فلموں کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا تصور آگ سے پانی حاصل کرنے کی کوشش کے مترادف ہے۔ فلم جس انداز سے بنتی ہے اس کو جاذب توجہ بنانے کے لیے جو طریقے اختیار کیے جاتے ہیں، جس ماحول میں اس کی نمائش کی جاتی ہے اور جن جذبات کے ساتھ لوگ اسے دیکھنے کے لیے جاتے ہیں وہ انسان کو کسی پاکیزہ عقیدے یا عمل کی طرف دعوت دینے کی صلاحیت سے قطعی محروم ہیں۔ فلم کا اصلی مقصود انسان کی نفسانیت کے لیے غذا فراہم کرنا ہوتا ہے اور لوگ اسی غرض سے اسے دیکھنے کے لیے جاتے ہیں، لہٰذا کوئی لطیف اور پاکیزہ روحانی تحریک پیدا کرنا اس کے بس سے باہر ہے اور اگر بالفرض کوئی ناپختہ ذہن فلم کے ذریعہ کوئی وقتی اثر قبول کر بھی لے تو نہ صرف یہ کہ انتہائی ناپائیدار اور غیر سنجیدہ اثر ہوتا ہے بلکہ اس کی بنیاد بھی نفسانیت ہی ہوتی ہے جس پر روحانیت کا دھوکہ ہو جاتا ہے اور تبلیغ دین سے اسلام کا مقصد یہ کبھی نہیں رہا کہ جس طرح اور جس طریقے سے ممکن ہو ایسے سطحی، متلون مزاج اور جذباتی ہم نواؤں کی زیادہ سے زیادہ بھیڑ اکٹھی کر لی جائے جو وقت بے وقت اس کی حمایت میں نعرہ بازی کر سکیں، بلکہ تبلیغ دین کا مقصد ایسے سنجیدہ لوگ تیار کرنا ہے جو پوری طرح سوچ سمجھ کر اسلام کو قبول کریں۔ اس کی حقیقی روح کو پہچانیں، بندگی کے تقاضوں سے بہرہ ور ہوں اور اپنی نفسانی خواہشات کو اعتدال پر لا کر اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کریں اور ظاہر ہے کہ یہ مقصد مصنوعی سوانگ بھر کر کھیل تماشے دکھانے اور ناٹک رچانے سے کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اسلام نے جہاں ہمیں تبلیغ دین کا حکم دیا ہے وہاں اس کے کچھ اصول اور آداب بھی بتائے ہیں، ان اصول وآداب کو توڑ کر اور اسلامی تعلیمات کو پامال کر کے جو تبلیغ کی جائے گی وہ اسلام کی

نہیں کسی اور مذہب کی تبلیغ ہوگی اور اگر بالفرض اس تبلیغ سے کوئی ہم نوا جماعت تیار ہوئی بھی تو وہ اسلام کی مطلوب جماعت ہرگز نہیں ہوسکتی۔ ہمیں معلوم ہے کہ اسلام کے سوا دوسرے بہت سے مذاہب اور نظریات نے اپنی اشاعت و تبلیغ کے لیے وہ سارے صحیح و غلط طریقے اختیار کیے ہیں جن سے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی جاسکے۔ اس غرض کے لیے رقص و سرود کی محفلیں بھی گرم کی گئیں ہیں، مال و دولت اور حسن و شباب کا لالچ بھی دیا گیا ہے اور اپنے اسلاف کی عزت و ناموس کو بھی بھینٹ چڑھانے سے دریغ نہیں کیا گیا، لیکن اسلام اپنی دعوت و تبلیغ کے لیے ان طریقوں کو اختیار کرنے سے معذور ہے۔ کیونکہ اس کا مقصد محض مردم شماری کے رجسٹر میں مسلمانوں کی تعداد بڑھانے سے حاصل نہیں ہوتا۔ وہ ایک اصولی اور عملی دین ہے، اس کا مقصد انسانیت کی اصلاح اور قلب و ذہن کی تطہیر ہے، وہ اپنی تبلیغ کے نام پر وہ راستے اختیار نہیں کرسکتا۔ جو انسانیت کو تباہی کی طرف لے جاتے ہیں۔

مقام مسرت ہے کہ اس فلم کے معاملے میں حکومت پاکستان کا ذہن صاف ہے اور یہاں کی وزارت مذہبی امور نے اس فلم کی تیاری پر شدید احتجاج بھی کیا ہے اور یہ اعلان بھی کردیا ہے کہ پاکستان میں اس کی نمائش کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ نیز اس مسئلے کو مسلم وزرائے خارجہ کی کانفرنس میں پیش کرنے کا وعدہ بھی کیا گیا ہے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ لیبیا کی حکومت سے براہ راست رابطہ پیدا کر کے اس مسئلہ پر گفتگو کی جائے اور اسے اس جگر سوز اقدام سے باز رکھنے کے لیے اپنا پورا اثر و رسوخ استعمال کیا جائے۔

سنا ہے کہ فلم بنانے والوں نے مسلمانوں کے شدید احتجاج کے پیش نظر فلم کا نام تبدیل کرنے کا وعدہ کرلیا ہے۔ نیز یہ اعلان کیا ہے کہ اس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ میں سے کسی کی شبیہ پیش نہیں کی جائے گی۔ لیکن یہ اعلانات مسلمانوں کا مطالبہ پورا کرنے کے لیے قطعی ناکافی ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک سیرت طیبہ کے کسی بھی حصہ کو فلمانا یا قرون اولیٰ کی کسی بھی مقدس ہستی کی فرضی شبیہ پیش کرنا اسلام اور تاریخ اسلام کے ساتھ ایک سنگین مذاق ہے جسے کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے علاوہ اگر آج مسلمانوں نے حضرت حمزہؓ، حضرت جعفر طیارؓ، حضرت ابوسفیانؓ اور حضرت ہندہؓ کی یہ اہانت گوارا کرلی تو کل اسی کو نظیر بنا کر فلم سازوں کے گستاخ ہائے خلفائے راشدین تک بھی پہنچیں گے اور اسلام اور پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بے حرمتی کی اس سازش کو کسی حد پر روکنا ممکن نہیں ہوگا۔ اس سلسلے میں حکومت پاکستان کے کرنے کا دوسرا کام یہ ہے کہ وہ "فجر اسلام" نامی فلم کے بارے میں اپنے رویہ کی غلطی کو تسلیم کرے اور آئندہ کے لیے اس فلم پر بھی مکمل پابندی عائد کردے جس نے فلمسازوں کی اس نوع کی کوششوں کو مسلمانوں کی طرف سے پہلی بار شہ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو سلامت فکر عطا فرمائے اور انہیں عہد حاضر کے اس جگر سوز فتنے سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ

☆☆☆